اِقتباس از اُمُّ الْکِتَاب

جابر ابنِ عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ مولانا امام محمد الباقر، علینا منہ السّلام، کو پانچ سال کی عمر میں عبد اللہ صبّاح کے مکتب (مدرسہ) میں بھیجا گیا۔ عبد اللہ نے امام سے کہا: کہیۓ ''الف''۔ امام نے ''الف'' کہا۔ پھر عبد اللہ نے کہا: کہیۓ ''بی''۔ امام نے فرمایا: جب تک آپ ''الف'' کے معنی نہیں بتائیں گے ''بی'' نہیں کہوں گا۔ عبد اللہ نے مولانا امام محمد الباقر، علینا منہ السّلام، سے درخواست کی کہ ''الف'' کے معنی از راہِ کرم آپ ہی فرما دیجیۓ۔ امام نے فرمایا: ''الف'' ''**اَللّٰہُ لَا اِلٰـہ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْـقَیُّـوم**'' ہے۔ اس کے علاوہ ''الف'' میں جو پوشیدہ تین حروف ''الف، لام، فا'' ہیں، ان کے عجیب و غریب اسرار بھی بیان فرمائے۔ یہ اسرار سُن کر عبد اللہ بہت ہی حیران ہوگئے۔ عبد اللہ نے امام محمد الباقر، علینا منہ السّلام، کے سرو روی مبارک کو بوسہ دیا، پاؤں پر کھڑے ہوگئے اور امام پر درود و سلام پڑھا اور ''**سُبُّـوحٌ قُدُّوسٌ وَ قُـدُّوسٌ سُبُّـوحٌ مُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ حَقّاً حَقّاً**'' کہتے ہوئے گواہی دی کہ تو ہی تمام مؤمنین کا خداوند اور زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور ''**سُبُّـوحٌ قُدُّوسٌ**'' پڑھتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔

جب سجدے سے سر کو اُٹھایا تو مولانا امام محمد الباقر، علینا منہ السلام، کو نہیں دیکھا بلکہ ان کی جگہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو دیکھا کہ ان کی بجلی کا نور چہرۂ مبارک سے چمک رہا تھا اور دونوں نورانی گیسو سینۂ مبارک پر پڑے ہوئے تھے اور فرماتے تھے: ''**اَنَـا سُبـحَـانَ اللہ**'' یعنی مَیں خداوندِ پاک و پاکیزہ ہوں اور تمام صفات و اوصاف سے منزّہ ہوں۔ عبد اللہ نے جب یہ دیکھا تو دوبارہ سجدے میں گئے۔ جب سجدے سے سر کو اٹھایا تو امیرالمؤمنین علیؑ کو دیکھا جو فرماتے تھے: ''**أَنَـا الْـحَمْدُلِلّٰہ**''، یعنی مَیں وہ خداوند ہوں جس کی آسمان و زمین حمد و ثنا کرتے ہیں، [جیسا کہ قرآن میں آیا ہے]: ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ذریعے اس کی تسبیح نہ کرتی ہو'' (۱۷:۴۴)۔

عبد اللہ نے پھر سے سجدہ دیا اور سجدے سے سر کو اُٹھایا تو علیؑ کو نہیں دیکھا بلکہ ان کی جگہ

فاطمہؑ کو دیکھا جو سبز دوپٹہ سر پر اوڑھے اور سُندُس و اِستبرق کا لباس پہنے ہوئی تھیں اور ہزاروں روشنیاں اور شعاعیں ان سے چمکتی تھیں اور فرماتی تھیں: ''لا اِلٰـــہَ اِلَّا اَنَـــا اللہ''، یعنی میرے سوا جو مَیں فَـاطِـمَۃُ الْـفَـاطِـر ہوں کسی بھی جگہ کوئی خدا نہیں، نہ الٰہیت میں نہ بشریت میں، نہ آسمان میں اور نہ زمین میں۔ مَیں مؤمنین کی روحوں کو پیدا کرنے والی ہوں: ''اِنِّـی الْـخَـالِقُ الْبَارِئُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنیٰ''، یعنی مَیں خالق (زمانی طور پر پیدا کرنے والی) اور باریٔ (لازمانی یا ابداعی طور پر پیدا کرنے والی) ہوں، اسماءُ الحسنٰی اسی کے ہیں۔''

عبد اللہ نے پھر سے سجدہ دیا اور سجدے سے سر کو اُٹھایا تو فاطمہؑ کو نہیں دیکھا بلکہ ان کی جگہ حسن علیؑ کو دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح اپنی بجلی کی کرنیں بکھیر رہے تھے اور فرماتے تھے: ''اَنَـا اللہ اَکْبَر'' یعنی مَیں آسمانوں اور زمین سے بزرگتر ہوں۔ میں ہی ''اَنَـا اللہ لَا اِلٰـہ اِلَّا ھُـو - لَہُ الْاَسْمَآءُ الْـحُسْـنیٰ''، یعنی مَیں ہی وہ اللہ ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ عبد اللہ پھر سے سجدے میں گئے اور سجدے سے سر کو اُٹھایا تو حسنؑ کو نہیں دیکھا بلکہ حسین علیؑ کو دیکھا کہ آپ کے مبارک لبوں اور دانتوں سے چاند اور مشتری چمک رہے تھے اور آپؑ کے چہرۂ مبارک سے جو سورج چمک رہا تھا وہ عالمِ بزرگ (عالمِ ظاہر) کے سورج پر غالب آتا تھا اور خطرہ اس بات کا تھا کہ عبد اللہ جل جائے۔ اور فرماتے تھے: ''لَاحَـوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم''، یعنی میرے بغیر کوئی خداوند نہیں، کافروں کو عذاب دینے والا اور مؤمنوں کو نجات دینے والا مَیں ہوں، حسین علیؑ مَیں ہوں، حسن علیؑ مَیں ہوں، فاطمہؑ زہراؑ مَیں ہوں، علی الاعلیٰ مَیں ہوں اور محمدؐ مصطفیٰ مَیں ہوں۔ عبد اللہ نے پھر سے سجدہ دیا اور سجدے سے سر کو اُٹھایا تو حسین علیؑ کو نہیں دیکھا بلکہ باقرالعلم کو دیکھا، علینا منہ السلام، جس طرح پہلی بار دیکھا تھا۔

عبد اللہ نے جب ان عجائب و غرائب کو دیکھا تو بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو امام محمد الباقر، علینا منہ السلام، سے کہا: ''اَنْـتَ الْاَوَّلُ وَ اَنْـتَ الْآخِرُ [وَ] اَنْتَ الظَّاھِرُ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ وَاَنْتَ بِکُلِّ شَیءٍ عَـلِـیْـم'' یعنی تو اوّل ہے تو آخر ہے، تو ظاہر ہے اور تو باطن ہے، اور تو ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس کے بعد امام کے حضور سے عبد اللہ باہر گیا اور لوگوں کے سامنے اعلان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ

علی زین العابدینؑ کے فرزند محمد الباقر، علینا منہما السلام، کے بغیر کوئی خدا نہیں، وہی اٹھارہ ہزار عالموں کا مالک ہے: ''هُوَ الْاَوَّلُ هُوَالْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَالْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیءٍ عَلِيم۔'' یعنی وہ اوّل ہے، وہ آخر ہے، وہ ظاہر ہے، وہ باطن ہے اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔ اس پر لوگوں نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ عبد اللہ صباح پیرانہ سالی میں گمراہ ہوگیا ہے۔ علی زین العابدین اور محمد الباقر، علینا منہما السلام، نے فرمایا کہ اس کو ہلاک کیا جائے۔ لوگوں نے اس کو آگ میں جلا دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہوگیا تھا اس طرح یہ ہنگامہ فرد ہوگیا۔

جب مولانا امام باقر العلم، علینا منہ السلام، گھر واپس تشریف لائے تو جابر عبد اللہ انصاری، جابر جُعفی، جعفر جُعفی، اور صعصعہ ابن صوحان مولا کے پاس جمع ہوئے اور عرض کیا کہ عبد اللہ صباح نے جو کہا وہ ہم بھی کہتے ہیں، مگر آپ نے اس کو ایسی سخت سزا دلوائی۔ مولا نے فرمایا: شریعت کے چھ ہزار سالوں میں ہم سے پردہ اٹھانا بڑا خطرناک کام ہے۔ ہم سے پردہ صرف اس وقت اٹھایا جائے گا کہ جب ملک تعالیٰ قائم کی صورت میں ظہور فرمائے گا۔ عبد اللہ نے ہم سے پردہ اُٹھایا تو ہم نے بھی اس کا پردہ اٹھایا۔

فقیر حقیر

مرکزِ علم و حکمت، لندن

۱۲، ستمبر ۲۰۱۱ء